ہفتہ وار رسالہ: 399
WEEKLY BOOKLET: 399

امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ کے ملفوظات کا تحریری گلدستہ

طلبہ کے بارے میں 18 سوال جواب

صفحات: 17

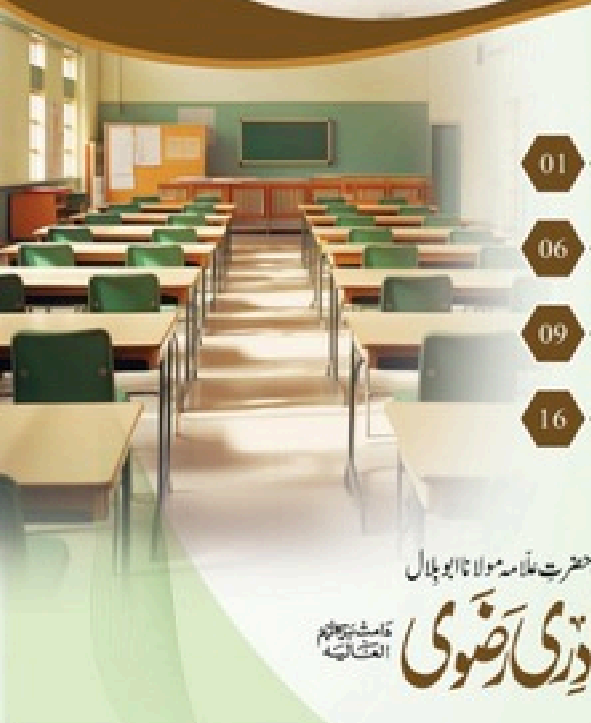

سوشل میڈیا کا استعمال 01
دوسروں کی چیز استعمال کرنا 06
کیا دورانِ تعلیم کوئی ہنر سیکھنا چاہیے؟ 09
بچوں کو سزا کس حد تک دی جائے؟ 16

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال
محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

طَلَبہ کے بارے میں 18 سوال جواب

دُعائے خلیفۂ امیرِ اہلِ سنّت: یااللہ پاک! جو کوئی 17 صفحات کا رسالہ ”امیرِ اہلِ سنّت سے طَلَبہ کے بارے میں 18 سوال جواب“ پڑھ یا سُن لے اُسے علمِ دین حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما اور اس کی ماں باپ سمیت بے حساب مغفرت فرما۔

اٰمین بِجاہِ خاتَمِ النَّبِیّٖن صلّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم

دُرود شریف کی فضیلت

فرمانِ آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم: جس نے دن اور رات میں میری طرف شوق و محبَّت کی وجہ سے تین تین مرتبہ دُرودِ پاک پڑھا، اللہ پاک پر حق ہے کہ وہ اُس کے اُس دن اور اُس رات کے گناہ بخش دے۔ (معجم کبیر، 18/362، حدیث: 928)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِیب ❀❀❀ صَلَّى اللّٰهُ علٰی مُحَمَّد

سوال: کیا سوشل میڈیا کا اِستعمال طَلَبہ کا رِزَلٹ (Result) متأثر کر رہا ہے؟

جواب: سوشل میڈیا کا اِستِعمال صرف طَلَبہ کو نہیں، بلکہ اَساتِذہ، ماں باپ اور اَولاد کو بھی مُتأثّر کر رہا ہے۔ بیٹا موبائل لے کر سوشل میڈیا پر لگا ہوا ہے اور ماں بے چاری گھنٹے سے کھڑی چِلّا رہی ہے کہ ”دہی لے آؤ! میرے سَر میں درد ہو رہا ہے، فلاں Tablet (گولی) لے آؤ!“ لیکن بیٹا سوشل میڈیا میں مصروف ہے اور اُسے پتا بھی نہیں ہے کہ ماں بُلا رہی ہے۔ یہ International problem بن چکا ہے اور حالات عجیب و غریب ہو گئے ہیں۔ میں ایک مَرتبہ بیرونِ مُلک کسی ہسپتال میں گیا، وہاں کا نِظام اچھا مانا جاتا ہے لیکن یقین مانیں! Security guard موبائل فون لے کر بیٹھا ہوا تھا اور ایسا مگن تھا کہ میں آ جا رہا تھا

www.dawateislami.net

لیکن اُسے کچھ خبر نہیں تھی۔ سوشل میڈیا نے سب کو مگن کر دیا ہے، اِس کی وجہ سے کتنی وارداتیں ہو جاتی ہوں گی، گارڈ کو سوشل میڈیا میں مصروف دیکھ کر اُس سے اَسلحہ چھین لیا جاتا ہو گا، اللہ کریم آسانی فرمائے۔ جو سوشل میڈیا اِستعمال نہیں کرتا اُسے اِس کی حِرص نہیں کرنی چاہیے اور جو اِستعمال کرتا ہے اُسے Limited (مَحدود) اور دینی اِستعمال کرنا چاہیے، جیسے سوشل میڈیا پر دعوتِ اِسلامی کے Pages ہیں، نگرانِ شوریٰ کا، میرا اور دیگر عُلَمائے اَہلِ سُنّت کے Pages ہیں، ہم لوگ اِسلامی، دُنیاوی اور طِبّی معلومات فراہَم کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اِس لئے اِن Pages کو دیکھیں اور اِس کا بھی وقت مُقرّر کر لیں، مثلاً عصر تا مغرب میں نے سوشل میڈیا Use (یعنی اِستعمال) کرنا ہے، عصر کے بعد اَوراد و وظائف سے فارغ ہونے کے بعد کچھ دیر کے لئے استعمال کرنا ہے اور مغرب کی اَذان سے پہلے بند کر کے مسجد کا رُخ کرنا ہے، اِس میں آپ کی اور وقت کی بچت کا بہت اِمکان ہے، بار بار سوشل میڈیا دیکھیں گے تو فضول چیزوں میں لگ جائیں گے مثلاً کبھی دیکھیں گے کہ ”کوئی Clip تو نہیں آیا؟ یا کچھ ہوا تو نہیں؟ دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ فلاں جگہ سنا تھا کہ کچھ ہوا ہے!“ وغیرہ، ایسا نہیں کرنا۔ Limited اِستعمال کریں گے تو آپ کی بچت ہو جائے گی ورنہ حالات بہت خراب ہیں۔ دنیا کی اکثر آبادی شاید سوشل میڈیا کی User ہے، اَربوں لوگ اِس کا اِستعمال کر رہے ہیں۔ اللہ کریم ہمیں سوشل میڈیا کی آفات سے محفوظ فرمائے اور ہم سوشل میڈیا کا ایسا دُرست اور جائز اِستعمال کریں جس سے ہمارے دِین و دُنیا کے کام متأثر نہ ہوں۔ (ملفوظات امیر اہل سنت، 5/36-37)

سوال: PHD کرنے والوں کو اپنی تعلیم کے دَوران مَقالہ لکھنا ہوتا ہے جس کو یہ لوگ ”تھیسس“ کہتے ہیں نیز ان کو زندگی میں لکھنا ہی لکھنا ہوتا ہے، کیا انہیں اپنی تحریر کو کسی

عاشقِ رسول مفتی صاحب سے چیک کروانا چاہیے؟

جواب: دراَصل مشکل یہ ہے کہ جن لوگوں کا دُنیاوی اِسٹیٹس بنا ہوتا ہے وہ عموماً علمائے کرام سے دور ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ بے چارے سوچتے ہوں کہ مولانا کو ہماری باتیں کیا سمجھ آئیں گی! یہ تو مسجد کی روٹیاں توڑتے ہیں، حالانکہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ میں ایمان داری کی بات بتاتا ہوں کہ عالمِ دِین زیادہ ذہین ہوتا ہے اور مفتی ذہینوں کا سردار ہوتا ہے یعنی بہت زیادہ ذہین ہوتا ہے۔ یہ لوگ عام طور پر مُرَوّت اور سادگی کی وجہ سے ان دُنیاوی پڑھے لکھے لوگوں سے اُلجھتے نہیں ہیں لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ان کو کچھ سمجھ نہیں آتی۔ اگر کسی کی ایسی سوچ نہ بھی ہو تو اسے یہ وسوسہ آسکتا ہے کہ "مولانا کو میرا یہ مقالہ یا آرٹیکل کیا سمجھ آئے گا، ٹھیک ہے مولانا اچھے ہیں، میں جمعہ کی نماز انہی کے پیچھے پڑھتا ہوں، یہ تقریر بھی اچھی کرتے ہیں اور مسائل بھی بیان کرتے ہیں مگر میرا آرٹیکل یہ نہیں سمجھ سکیں گے۔" حالانکہ یہ ضروری نہیں کہ ان کو سمجھ نہ آئے، لہٰذا کم از کم شرعی تَفْتِیش ضرور کروانی چاہیے۔ پھر یہ لوگ جو مقالہ لکھتے ہیں عام طور پر دنیاوی موضوع پر ہوتا ہے اور ان کے لئے عافیت بھی اسی میں ہے کیونکہ کسی دِینی موضوع پر لکھیں گے تو ممکن ہے کہ بہت سی غلطیاں کر بیٹھیں۔

(نگرانِ شوریٰ نے بتایا:) یہ لوگ اسلامی مَوضُوعات پر بھی مضامین لکھتے ہیں۔

(اس پر امیرِ اہلِ سُنَّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے فرمایا:) اگر کوئی واقعی لکھنے کا اَہل ہے تو وہ لکھے لیکن لکھنے کی اہلیّت کا کیسے پتا چلے گا؟ ظاہر ہے اس کے لیے کسی اہل یعنی عالمِ دِین کو اپنی تحریر چیک کروانی ہو گی۔ عموماً یہ لوگ کسی کو چیک کروائے بغیر خود کو اہل ہی سمجھ رہے ہوتے ہیں جیسے کہتے ہیں: ہم نے قرآنِ پاک پڑھا ہوا ہے اور رَمضان شریف میں دو قرآنِ

www.dawateislami.net

پاک ختم کرتے ہیں۔ یہ لوگ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہمیں پڑھنا آتا ہے اگر یہی لوگ کسی قاری کو سنائیں تو قاری صاحب بتائیں گے کہ آپ کو تو ”بِسۡمِ اللّٰہ“ پڑھنا بھی نہیں آتی، پھر ان کی قاری صاحب سے لڑائی ہو جائے گی کہ میں تو اتنے عرصے سے قرآن پڑھ رہا ہوں اور آپ کہہ رہے ہیں مجھے ”بِسۡمِ اللّٰہ“ پڑھنا بھی نہیں آتی۔ لٰہذا جب تک کسی عالِمِ دِین سے چیک نہیں کروائیں گے تب تک کسی بھی غلطی کا معلوم نہیں ہو گا۔ میں اپنے تجربے کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ 99 فیصد افراد کو دُرُست تَلَفُّظ کے ساتھ ”اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم“ پڑھنا نہیں آتی ہو گی بلکہ میں نے نوٹ کیا ہے کہ اکثریت ”بِسۡمِ اللّٰہِ“ بھی دُرُست نہیں پڑھتی، سورۂ فاتحہ پڑھنا تو بہت بڑی بات ہے لٰہذا سب کو سیکھنا چاہیے۔ یوں ہی جو اسلامی بھائی آرٹیکل لکھتے ہیں ان کے لیے اس میں بہت رِسک ہوتا ہے بلکہ دُنیاوی آرٹیکل میں بھی کم رِسک نہیں ہوتا ہے اس میں بھی کچھ کا کچھ لکھ جاتے ہیں۔

(ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 3/29-30)

سوال: طالبِ عِلم کو کیسا ہونا چاہیے؟

جواب: طالبِ عِلم کو چاہیے کہ اپنے مقصد ”رِضائے اِلٰہی کے حُصُول“ کو ہر وقت پیشِ نظر رکھے، اپنا وقت بَرباد کرنے سے بچے، اَخلاق دُرُست رکھے، زبان آنکھ اور دِل کی حفاظت کرے، سوال سے بچے یعنی لوگوں سے پیسے نہ مانگے، البتّہ معلومات حاصِل کرنے کے لیے اپنے اُستاد سے سوال کر سکتا ہے، عاجزی کرے یعنی اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھے، حرصِ مال سے کوسوں دُور رہے یعنی پیسوں کے لالچ میں نہ پڑے، عِلم کا حریص ہو، مُرشد، اَساتذہ اور والدین کا اَدب کرے، اپنے مدرسے کے نِظامُ الاوقات کی پابندی کرے، حقِ صُحبت کا خیال رکھے یعنی جو طالبِ عِلم قریب بیٹھتا ہو اس کے حُقُوق کا خیال رکھے کہ وہ اس کا قریبی

www.dawateislami.net

پڑوسی ہے اور اس کے حُقُوق ہیں اور قیامت کے دِن اس سے یہ سوال بھی ہو گا کہ اپنے پڑوسی کا حق اَدا کیا یا ضائع کیا؟ لہٰذا اس کے لئے تکلیف دہ نہ بنے بلکہ ضَرورتاً اس کی مدد کرے جیسا کہ پڑھنے پڑھانے میں ایک دوسرے کی مدد کی جاتی ہے۔ تکلیفیں آئیں تو صبر کرے، عبادت کا ذوق رکھے یعنی خوب عبادت کرے، نیکی کی دعوت بھی دیا کرے۔ طالبِ عِلم کے لیے یہ کچھ مَدَنی پھول ہیں جنہیں میں نے مکتبۃُ المدینہ کی کتاب "کامیاب طالبِ علم کون؟"[1] سے آسان کرکے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

(ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 4/357-358)

سوال: طَلَبہ کا آپس میں رہنے کا اَنداز کیسا ہونا چاہیے؟

جواب: آپس میں ساتھ رہنے کے بھی حُقُوق ہوتے ہیں جیسا کہ "ایک مرتبہ اللہ پاک کے پیارے نبی محمدِ عَرَبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے کسی صحابی رضی اللّٰہُ عنہ کے ساتھ جنگل میں تشریف لے گئے، وہاں آپ نے دو مسواکیں کاٹیں جن میں سے ایک خَم دار (یعنی ایک طرف جُھکی ہوئی) تھی اور ایک سیدھی تھی۔ آپ نے سیدھی مسواک اپنے صحابی کو دے دی جس پر اُن صحابی رضی اللّٰہُ عنہ نے عرض کی: یَارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! سیدھی مسواک کے مجھ سے زیادہ حق دار آپ ہیں۔ ارشاد فرمایا: جو شخص گھڑی بھر بھی کسی کی صُحبت اختیار کرتا ہے تو اُس سے اُس صُحبت کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اُس نے اُس صُحبت میں اللہ پاک کا حق اَدا کیا یا ضائع کر دیا؟" (تفسیر طبری، 4/85، حدیث: 9483۔ احیاء العلوم، 2/218) اِس حدیث کے تحت حضرتِ اِمام محمد غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: "اِس فرمان سے معلوم ہوتا ہے

---

[1] ... "کامیاب طالبِ علم کون؟" یہ مکتبۃُ المدینہ کی ایک بہترین کتاب ہے، اِس کو مفت ڈاؤن لوڈ کرنے کے لئے اس لنک پر کلک کریں۔ www.dawateislami.net

www.dawateislami.net

کہ صُحبت میں اللہ پاک کا حق ”اِیثار“ ہے۔ حقِّ صحبت ہر جگہ ہوتا ہے۔“ (احیاء العلوم، 2/218۔ احیاء العلوم (مترجم)، 2/633) مثلاً ہم بس میں سَفَر کر رہے ہیں اور چند منٹ کے لئے کوئی ہمارے ساتھ بیٹھا تو اُس کے لئے بھی حقِّ صحبت ہو گا۔ اِسی طرح جو طالب علم ہمارے ساتھ جامعہ میں موجود ہے، خواہ وہ ہمارے ہی دَرَجے کا ہو یا کسی اور دَرَجے کا ہو، سب ہمارے پڑوسی ہیں اور اُن سب کے حُقُوق بھی ہیں۔ حقِّ مسلم تو ہر کسی کے ساتھ وابستہ ہے پھر چاہے وہ ہزاروں میل دُور ہو! اِس لئے ہر ایک کا خیال رکھنا ہے اور اپنے اَخلاق دُرُست کرنے ہیں۔

(ملفوظات امیر اہل سنت، 9/245-246)

سوال: Students میں عام طور پر یہ بات رائج ہے کہ ایک دوسرے کے نوٹس، کتابیں، اِسٹیشنری اور دِیگر چیزوں کا بِلا تَکَلُّف اور بِلا اِجازت اِستعمال کرتے ہیں، ایسا کرنا کیسا؟

جواب: Students (یعنی طَلَبہ) کے ایک دوسرے کی چیزیں اِستعمال کرنے کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً ایسے دو بالغ دوست جن کا آپس میں اِس طرح کا دوستانہ ہے کہ ایک دوسرے کی چیزیں بِلا تکلف اِستعمال کرتے ہیں اور کوئی بھی بُرا نہیں مانتا تو یہ جائز ہے۔ اگر ایسا تعلُّق نہیں اور پھر بھی بِلا اِجازت ایک دوسرے کی چیز اِس طرح اِستعمال کی کہ اسے کچھ نُقصان پہنچا تو اِستعمال کرنے والا گناہ گار ہو گا۔ ایسے موقع پر عموماً کہہ دیا جاتا ہے کہ میں نے نُقصان کہاں پہنچایا ہے؟ بس دو پیپر ہی تو کاپی سے پھاڑے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ بھی نُقصان ہے۔ اِسی طرح قلم سے لکھا تو کچھ نہ کچھ قلم گِھسا اور اس کی Ink (یعنی سیاہی) اِستعمال ہوئی تو یہ بھی نُقصان پہنچانا ہی ہے۔ اگر نُقصان نہ بھی پہنچے تب بھی بِغیر اِجازت دوسرے کی چیز اِستعمال نہ کی جائے کہ اگر قِیامت کے روز پکڑ ہوئی تو کیا بنے گا!!

www.dawateislami.net

دوسروں کی چیزیں اِستعمال نہ کرنے میں ہی عافیت ہے

بہرحال عافیت اِسی میں ہے کہ بندہ اپنی چیز ہی اِستعمال کرے۔ قریبی دوست کی اَشیا بھی بِلا اِجازت اِستعمال نہ کرے اور نہ ہی بار بار اِستعمال کرنے کے لیے اِجازت طلب کرے کیونکہ بہت سے بے تَکَلُّف دوستوں میں بھی بعض اوقات مَسائِل پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً اگر کوئی دوست کی موٹر سائیکل پنکچر کر کے آ گیا یا ایکسیڈنٹ میں کچھ نُقصان کر دیا تو اب جس کا نُقصان ہوا ہے وہ خوشی سے جھومے گا نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ طَنزِیہ جملے کہہ کر اپنے غصے کا اِظہار کرے کہ تم کو صحیح چلانی نہیں آتی، سارا پیٹرول ختم کر دیا، پتا نہیں کہاں گئے تھے؟ بریک خَراب کر دیا تھا وغیرہ وغیرہ۔

سوال نہ کرنے پر بیعت

ہمارے صَحابۂ کِرام رضی اللہ عنہم شدید فاقے بَرداشت کرتے لیکن کسی سے سوال نہیں کرتے تھے، بِالخُصُوص حضرتِ اَبُوہریرہ رضی اللہُ عنہ کے اِس بارے میں کئی واقعات موجود ہیں۔ بعض صَحابۂ کِرام رضی اللہُ عنہم نے سرکارِ مدینہ صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دَستِ مُبارَک پر اِس بات پر بیعت کی تھی کہ کسی سے سوال نہیں کریں گے۔ بیعت کرنے والوں میں حضرتِ ثَوبان رضی اللہُ عنہ بھی تھے، اگر آپ رضی اللہُ عنہ سواری پر ہوتے اور آپ رضی اللہُ عنہ کا چابُک (یعنی ہَنٹر) زمین پر تشریف لے آتا تو آپ کسی سے نہ کہتے کہ ”یہ اُٹھا کر دے دو“ بلکہ خود گھوڑے سے نیچے تشریف لاتے اور خود اُٹھاتے۔ (1)

(ابن ماجہ، 2/401، حدیث:1837)(ملفوظات امیر اہل سنت، 1/324-325)

1 ...اِسی طرح کی ایک اور حدیثِ پاک کے تحت مشہور مُفَسِّر، حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم ان ہی کے لیے خاص تھا ورنہ گِرا ہوا کوڑا کسی سے اُٹھوالینا ناجائز نہیں۔ (مراٰۃ المناجیح، 3/68)

www.dawateislami.net

سوال: اگر اِسکول بیگ میں کسی بچّے کی کوئی چیز آجائے اور پتا نہ ہو کہ کس کی چیز ہے؟ تو اُس کا کیا کیا جائے؟

جواب: جب دوسرے دن کِلاس میں جائیں تو پوچھ لیں کہ کسی کی کوئی چیز گمی ہے، اگر کوئی کہے کہ ہاں! میری چیز گمی ہے تو اُس سے نشانی وغیرہ پوچھ کر اُسے دے دیں۔ نشانی وغیرہ پوچھنے کی حاجت اِس لئے ہے کہ اگر کوئی چیز بچّوں کو دِکھا کر پوچھا جائے کہ یہ کس کی ہے تو عُموماً سبھی ناسمجھ بچّے اُس کی طرف لپکیں گے اور بولیں گے کہ مجھے دو مجھے دو۔ یوں ہی بعض بچّے اگرچہ سمجھ دار ہوتے ہیں لیکن جھوٹ بولنے کے عادی ہوتے ہیں تو وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے کہہ دیں گے کہ یہ چیز میری ہے، اِس لئے اگر دکھائے بغیر، چیز اور اُس کی نشانی پوچھ لی جائے گی تو جس کی ہے اُسے مِل جائے گی۔ یہ بھی کیا جاسکتا ہے کہ اپنے اُستاد کو وہ چیز دے دی جائے اور بتا دیا جائے کہ کسی کی یہ چیز میرے بیگ میں آگئی تھی، اب وہ حکمتِ عَمَلی سے جس کی ہے اُس تک پہنچادیں گے۔ بہر حال! بیگ میں کسی کی چیز آجائے تو اُسے رکھنے یا اِستِعمال کرنے کی اِجازت نہیں ہے بلکہ جس کی ہے اُس کو واپس کرنی ہوگی۔

(ملفوظات امیر اہل سنت، 3/458)

سوال: کیا معلوماتی پروگرامز دیکھنے سے آدمی عالِم بن سکتا ہے؟

جواب: دیکھنے سے کوئی کچھ نہیں بنتا، نفسیات کی کتابیں گدھے پر لاد دو تو وہ ماہرِ نفسیات نہیں بن جاتا۔ عِلم حاصل کرنے سے عالِم بنا جاتا ہے۔

عالِم وہ شخص ہوتا ہے جو عالِم کی شرائط پر پورا اُترے مثلاً تمام عقائد سے واقف ہو اور اس پر مستقل ہو، ضَروری مَسائل کا عِلم رکھتا ہو، اپنی ضَرورت کے مَسائل کتابوں سے نکالنے کی صَلاحیت ہو۔ (احکامِ شریعت، ص 231، حصہ: 2) یہ الگ بات ہے کہ کسی اور سے نکلوا لے

لیکن صَلاحیت رکھتا ہو۔ اب چاہے یہ عِلم اُستاد کے ذَریعے حاصِل کرے، کسی سے سُن کر حاصِل کرے، کتابیں پڑھ کر حاصِل کرے، معلوماتی سلسلے دیکھ کر حاصِل کرے یا کسی اور ذَریعے سے حاصِل کرے، جب اس کو عالِم کی تعریف کے مُطابق عِلم حاصِل ہو جائے گا تو یہ عالِم بن جائے گا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: سَنَد کوئی چیز نہیں عِلم ہونا چاہیے۔(فتاویٰ رضویہ، 23/783)(ملفوظات امیر اہل سنت، 4/387)

سوال: کیا دورانِ تعلیم کوئی ہُنر مَثَلاً کمپیوٹر ڈیزائننگ یا کمپوزنگ وغیرہ بھی سیکھ لینا چاہئے؟

جواب: ہُنر اور علم دونوں ہونے چاہئیں، لیکن یاد رہے! اس علم سے مُراد علمِ دین ہے یعنی سب سے پہلے فرض علوم اور اپنے ضروری عقائد سیکھے، اس کے بعد ضرور تاً علومِ آلیہ مثلاً مختلف زبانیں وغیرہ سیکھے، نیز ہُنر اور جس سے ہُنر سیکھ رہا ہے اس سے سیکھنا جائز ہو، ورنہ ہُنر تو سود کا بھی سیکھا جاتا ہے!(ملفوظات امیر اہل سنت، 7/421)

سوال: دِینی طَلَبہ کو عبادت کے حوالے سے کیسا ہونا چاہیے؟

جواب: آج کل عام طور پر طَلَبہ کو عِلم حاصل کرنے کے لیے جو وقت دینا ہوتا ہے اس میں بھی بے چارے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ طَلَبہ فارغ اَوقات میں ہوٹلوں اور کباب سموسوں کی دکانوں پر مِلیں گے یا چوپال بنا کر گپیں مارتے ہوئے نظر آئیں گے، البتّہ ان میں سے جو پڑھنے کے شوقین ہوں گے اُن کے پاس ہر وقت کتاب ہو گی اور جہاں انہیں دو منٹ فارغ ملیں گے وہ کتاب کھول کر پڑھنا شروع کر دیں گے۔ میں نے بعض طَلَبہ کو دیکھا ہے کہ جب دِیگر طَلَبہ باتیں کر کے شور مچا رہے ہوتے ہیں تو وہ ان سے بے نیاز ہو کر کتاب پڑھنے میں مصروف ہوتے ہیں مگر ایسوں کے بارے میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ لاکھوں میں کوئی طالبِ علم ایسا ہوتا ہے۔ اگر کوئی اللہ پاک کی رِضا پانے کے لیے عِلمِ دِین حاصل کرنے میں مُنْہَمِک

www.dawateislami.net

اور مشغول رہتا ہے تو بے شک یہ اعلیٰ دَرجے کی عبادت ہے، تاہم اُسے فرائض میں کوتاہی نہیں کرنی اور نماز بھی باجماعت پڑھنی ہے بلکہ اللہ پاک توفیق دے تو نوافل بھی پڑھنے ہیں۔[1] اللہ پاک کو اپنے بندے کی کون سی اَدا پسند آجائے یا اس کی خُفیہ تدبیر کیا ہے؟ اِس بارے میں ہمیں کچھ پتا نہیں، لہٰذا ہو سکتا ہے کہ ہمارا عِلمِ دِین پڑھنا پڑھانا قبول نہ ہو کیونکہ پڑھنے پڑھانے میں بے شمار خطرات ہوتے ہیں۔ بہر حال حسبِ ضَرورت عِلمِ دِین حاصِل کرنا ضَروری ہے اور ہمیں فرض علوم حاصِل کرنے ہی کرنے ہیں لیکن اِس سے زائد عِلم حاصِل کرکے عالِم بننا فرضِ عین نہیں ہے مگر اس کے بے شمار فضائل ہیں تو اس منزل کو بھی اِخلاص کے ساتھ ہی پانا چاہیے تاہم یہ منزل بہت کَٹھن ہے۔

(ملفوظاتِ امیر اہلِ سنت، 4/358-359)

سوال: مدرسۃُ المدینہ میں طالبِ علم جو کھانا لے کر آتا ہے اگر چھٹی ہو جائے اور وہ کھانا چھوڑ کر چلا جائے اور ڈر بھی ہو کہ کھانا خراب ہو جائے گا یا اُس پر چیونٹیاں آجائیں گی تو کیا اُسے کھانے کی اجازت ہے؟

جواب: اگر فریج (Fridge) ہے تو کھانا اُس میں بھی رکھا جاسکتا ہے۔عُموماً سبھی طَلَبہ کا بائیو ڈیٹا (Biodata) اور گھر کا فون نمبر وغیرہ تو ہوتا ہی ہے، اِس لئے اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ٹِفن (Tiffin) کس کا ہے؟ تو فون کرکے پوچھا جاسکتا ہے کہ اِس کھانے کا کیا کیا جائے؟ ہو سکتا ہے کہ وہ اجازت دے دیں تو پھر جو چاہے کریں۔ آج کل تو ویسے بھی کھانا پھینکنے کا

---

1 ... حضرتِ ابو بکر کتّانی رحمۃُ اللہِ علیہ نے حضرتِ جنید بغدادی رحمۃُ اللہِ علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا مُعاملہ کیا؟ فرمایا: تحریرات اور حَوالہ جات کسی کام نہ آئے، کامیابی ان دو رَکعتوں کی بدولت ملی جو رات کی تاریکی میں اُٹھ کر پڑھا کرتا تھا۔ (احیاء العلوم، 5/265۔ احیاء العلوم (مترجم)، 5/658)

www.dawateislami.net

کلچر(Culture) اتنا بڑھ گیا ہے کہ خدا کی پناہ!! یوں بھی ہوتا ہو گا کہ کسی کے ہاتھ میں کھانا آیا تو وہ سُستی کر جاتا ہو گا یا اندازہ لگا کر کہتا ہو گا کہ یہ کھانا تو پھینکنے والا ہے، حالانکہ وہ پھینکنے والا نہیں ہوتا ہو گا۔ بہر حال! جو خوفِ خدا رکھنے والا ہو گا وہ فیصلہ کر لے گا کہ اِس کھانے کا کیا کرنا چاہیے۔ (ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 3/215)

سوال: بعض طَلَبہ مدرسے کی ڈیسکوں پر لکھتے ہیں، ایسا کرنا کیسا؟

جواب: وَقف کی ڈیسکوں پر نہیں لکھ سکتے۔ بعض طَلَبہ ڈیسکوں پر ایسا گاڑھا کر کے لکھتے ہیں جو مِٹایا بھی نہیں جا سکتا حالانکہ یہ مدرسے کی ڈیسک ہے۔ اگر طالبِ علم کے والد نے بھی یہ ڈیسک دی ہوتی تب بھی اس پر لکھنے کی اِجازت نہیں تھی۔

(فتاویٰ رضویہ، 9/451 ماخوذاً)(ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1/487-488)

سوال: بعض طالبِ علم تعلیم میں کمزور ہوتے ہیں تو پڑھائی کے شوق کے لیے کچھ مَدَنی پھول بیان فرما دیجیے۔

جواب: دُنیاوی تعلیم کے لئے سارے ہی کوششیں کر رہے ہیں۔ میڈیا، گھر اور معاشرہ سب ہی دُنیاوی تعلیم کے پیچھے ہیں اس کے ساتھ بھاری فِیسیں بھی ادا کر رہے ہیں، مہنگی مہنگی کتابیں خرید رہے ہیں بعض تو پڑھنے کے لیے بیرونِ مَمالِک بھی جاتے ہیں۔ بہر حال دِینی تعلیم کے حوالے سے کافی کمزوری ہے حالانکہ دِینی تعلیم حاصل کرنے والوں کو کھانا اور رہائش وغیرہ سب مُفت دیا جاتا ہے اس کے باوجود اِس طرف لوگ نہیں آتے۔ یوں سمجھیے کہ 100 میں سے 99 فیصد لوگ دُنیاوی تعلیم کی طرف جاتے ہیں اور ایک فیصد بلکہ اس سے بھی کم دِین کی طرف آتے ہیں۔ شاید ایک ہزار میں سے کوئی ایک دِینی تعلیم کی طرف آتا ہو گا۔

www.dawateislami.net

حُصُولِ علم پر بیان کردہ فضائل صرف دِینی علم کے لیے ہیں

اَحادیثِ مُبارکہ میں حصولِ علم کے جتنے بھی فضائل بیان کیے گئے ہیں وہ سب کے سب دِینی تعلیم کے لئے ہیں۔ ظاہر ہے علمِ دِین کے ذَریعے ہی اللہ پاک، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور فرشتوں کے بارے میں عقائد معلوم ہوں گے، اسی کے ذَریعے جنت اور دوزخ کے متعلق عقائد کا علم ہو گا بلکہ اسلام کے تمام بنیادی عقائد علمِ دِین سے ہی پتا چلیں گے، اس کے علاوہ بہت ساری چیزیں صرف علمِ دِین سے ہی حاصل ہوں گی۔ صرف دُنیاوی تعلیم حاصل کرنے والوں کو یہ ساری معلومات کہاں ہوتی ہیں بلکہ ان کے ٹیچرز کو بھی یہ معلومات نہیں ہوں گی لہٰذا علمِ دِین حاصل کیا جائے۔ جب دِین کے بارے میں کافی علم حاصل ہو جائے پھر دُنیاوی تعلیم کی طرف آیا جائے لیکن فی زمانہ سارا نظام ہی اُلٹا ہو گیا ہے ورنہ دورِ صحابہ میں مسلمان اپنے بچوں کو سورۂ ملک یاد کرواتے اور قبر کے سوالات و جوابات سکھاتے تھے لیکن اب تو خود ماں باپ کو یہ چیزیں معلوم نہیں ہوتیں، وہ بچوں کو کیا سکھائیں گے!! نہ ماں باپ کو اس کا علم ہے نہ نانا نانی کو نہ دادا دادی کو بلکہ اب تو تصوُّر نہیں رہا کہ یہ چیزیں بھی کسی کو آتی ہوں، نہ طالبِ علم اس بارے میں کچھ معلومات رکھتا ہے نہ ٹیچر نہ لیکچرار نہ پروفیسر نہ ڈاکٹر نہ مریض تو کون کس کو سکھائے گا؟ حالانکہ یہ چیزیں ہر مسلمان کو آنی چاہئیں لیکن عام طور پر مسلمانوں کو صحیح مسلمان کے معنٰی بھی معلوم نہیں ہوتے، یہ تو اللہ پاک کا کرم ہے کہ ہم مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے ورنہ پتا نہیں کیا ہوتا!!

ہو سکتا ہے کسی کو میری باتیں بُری لگیں اور وہ کہے کہ دُنیا چاند پر پہنچ گئی ہے اور مولانا یہ کیا باتیں لے کر بیٹھا ہوا ہے؟ ایسی سوچ والوں سے یہی کہا جائے گا کہ میں مسلمان سے

www.dawateislami.net

بات کر رہا ہوں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہ! اگر تمہیں اسلام سے پیار نہیں تو میں تم سے کچھ کہہ بھی نہیں رہا۔ مجھے اُمید ہے کہ کسی بھی مسلمان کو میری یہ باتیں بُری نہیں لگیں گی کیونکہ میں نے اپنی ذات کے لئے بات نہیں کی بلکہ مسلمانوں کی آخرت کی بہتری کے لئے بات کی ہے، لہٰذا بُرا ماننے کے بجائے خوش ہونا چاہیے کہ آپ کو کوئی بتا تو رہا ہے کہ کل آخرت میں کیا چیز کام آئے گی۔ یاد رکھیے! اِسلام اِنسان کو دُنیاوی تعلیم یا مُعاملات سے منع نہیں کرتا بشرطیکہ وہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ہوں لہٰذا حلال روزی کمائی جائے۔ ماں باپ، بال بچوں کی خدمت کی جائے اور اپنے رہن سہن اور غذا کے لوازمات بھی کیے جائیں۔ ہر چیز کا ایک دائرہ کار ہے اور ہمیں شریعت کے دائرے سے باہر نہیں نکلنا۔

(ملفوظات امیر اہل سنت، 3/34-36)

سوال: موجودہ دور میں لوگوں میں دینی یا دنیاوی عُلُوم کا شوق آپ نے کتنا پایا؟[1]

جواب: دورانِ مدنی مذاکرہ مسجد میں A.C چل رہا ہوتا ہے اور یوں علمِ دین سیکھنے کے لئے سہولت دی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود بہت تھوڑے لوگ آتے ہیں اور اگر اس کی جگہ کوچنگ سینٹر، ٹیوٹر یا دُنیاوی تعلیم کا کوئی ادارہ ہوتا اور وہاں کسی نامی گرامی پروفیسر نے لیکچر دینا ہوتا تو بہت سے لوگ جمع ہو جاتے بلکہ لوگ پیسے دے کر ایسوں کے لیکچر سنتے ہیں۔ ایسے ایسے لیکچرار بھی ہیں جن کے لیکچروں کا انعقاد ہوٹلوں میں ہوتا ہے اور سینکڑوں نہیں ہزاروں روپے کا ایک آدمی کا ٹکٹ ہوتا ہے لیکن پھر بھی لوگ پیسے دے کر ان کا لیکچر سُنتے ہیں جبکہ علمِ دین مفت اور سہولتوں کے ساتھ سکھایا جاتا ہے بلکہ بعض جگہ پر تو کھانا بھی کھلایا جاتا ہے مگر افسوس پھر بھی ہمارا اس طرف رُجحان کم ہے۔ تین دن کے قافلے میں

1 ... یہ سوال شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت نے قائم کیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کا عطا کیا ہوا ہے۔

www.dawateislami.net

سفر کے لیے بہت مِنّتیں کرنا پڑتی ہیں اور ہاتھ پاؤں جوڑنے پڑتے ہیں اور اگر تین دن کی پِکنِک کا معاملہ ہو تو اپنے پلّے سے پیسے دے کر جاتے ہیں۔ گرمیوں میں کتنے ہی افراد اپنے خرچے پر دریاؤں، نہروں اور سمندر کی طرف پکنک کے لئے جاتے ہیں اور بعض بے چارے ڈوب کر موت کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔ پکنک کے لیے ایسا تصوُّر نہیں ہوتا کہ ہمیں کوئی مفت میں لے جائے جبکہ اللہ پاک کا دین سیکھنے کے لیے ہمیں مفت میں کھانا پینا اور رہائش چاہیے ہوتی ہے اور پھر اس کے باوجود ہمارے ہزار نخرے ہوتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں اپنے دین کا علم حاصل کرنے کا شوق اور جذبہ عطا فرمائے۔(ملفوظات امیر اہل سنت،2/503-504)

سوال: کیا دَرسِ نظامی کرنا عالِم ہونے کے لئے شرط ہے؟[1]

جواب: دَرسِ نظامی کرنا عالِم ہونے کے لئے نہ تو شرط ہے اور نہ ہی کافی ہے، اَلبتّہ عالِم بننے کا بہترین ذَریعہ ضرور ہے۔ جس نے دَرسِ نظامی کی سند حاصل کرلی اب وہ پورا عالِم بھی بن گیا ہو یہ ضروری نہیں کیونکہ 100 فیصد فرض علوم دَرسِ نظامی میں نہیں پڑھائے جاتے، نیز اب دَرسِ نظامی یعنی عالِم کورس سمٹتا چلا جارہا ہے حالانکہ ایک دور میں یہی عالِم کورس غالباً 16 سال میں ہوا کرتا تھا، پھر کم ہوتے ہوتے 10 سال پر آیا اور پھر آٹھ سال کا ہوا اور اسلامی بہنوں کا پانچ سال کا ہو چکا ہے۔ یادرکھیے! دَرسِ نظامی کو مجبوری کے طور پر سمیٹا گیا ہے کیونکہ اتنے عرصے کے لئے لوگ آتے ہی نہیں۔ درسِ نظامی سے کئی کتابیں نِکال دی گئی ہیں یہاں تک کہ فارسی زبان جسے پہلے درسِ نظامی کا لازمی جُز سمجھا جاتا تھا اُسے بھی نکال دیا گیا۔ یوں بہت سی چیزیں نکالی گئیں ہیں تاکہ کسی بہانے لوگ درسِ نظامی کرنے کی طرف راغِب ہوں کہ نہ کرنے سے کرنا کروڑ دَرجے بہتر ہے۔(ملفوظات امیر اہل سنت،4/359)

---

1 ...یہ سوال شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت نے قائم کیا ہے جبکہ جواب امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ کا عطا کیا ہوا ہے۔

www.dawateislami.net

سوال: کیا ”دورۂ حدیث“ علمِ دین حاصل کرنے کا آخری سال ہے؟

جواب: دورۂ حدیث شریف کو علم حاصل کرنے کا پہلا سال کہنا چاہیے کیونکہ اِنسان پنگھوڑے (جھولے) سے لے کر قبر تک طالبِ علم ہی رہتا ہے۔ دورۂ حدیث والے اپنے گمان میں یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ یہ عَلّامَۃُ الدَّہر (یعنی زمانے کے بہت بڑے عالِم) بن گئے ہیں، بلکہ لوگ اِنہیں ابھی سے ”عَلّامہ“ بولتے بھی ہوں گے، حالانکہ علم حاصل کرنے کا سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا، آپ نے آگے مزید کورسز کرنے ہیں، اگر تَخَصُّص فِی الفِقہ (یعنی مفتی کورس) میں داخلہ مِلے تو ضرور لینا چاہیے، اللہ کرے آپ سب مُفتی ہو جائیں، لیکن اِس لالچ میں داخِلہ نہیں لینا کہ مجھے مُفتی کا ٹائٹل مل جائے، بلکہ اللہ کی رِضا کے لئے علمِ دین حاصل کرتے رہیں اور آگے بڑھتے رہیں، اللہ پاک وہ عطا کرے گا جو تصوُّر میں بھی نہیں ہو گا۔ ”جس کا علم ہو بے غَرَض اُس کی جزا کچھ اور ہے۔“ تَخَصُّص فِی الفِقہ کرنے سے اپنی عبادت میں کافی دُرُستی آئے گی، دینی مسائل میں مضبوطی بڑھے گی اور اِس کے علاوہ بھی بے شمار فوائد حاصل ہوں گے۔ (ملفوظات امیر اہل سنت، 9/248)

سوال: کیا ہر ایک کو تَخَصُّص فِی الفِقہ، تَخَصُّص فِی الحَدِیث یا دیگر تَخَصُّصات کی طرف بڑھنا چاہیے؟

جواب: ہر ایک تَخَصُّص نہیں کر سکتا۔ بعضوں کے گھر میں مسائل بھی ہوتے ہیں، تاہم کوشش کرنے والوں میں سب کا نام ہونا چاہیے۔ جیسے وہ واقعہ ہے کہ ایک بُڑھیا حضرتِ سَیِّدُنا یوسف علیہ السّلام کے خریداروں میں نام لکھوانے کے لئے گئی تھی۔ (تفسیر روح البیان، 1/177) اِسی طرح سب کوشش کریں اور اپنے گھر والوں کا ذِہن بنائیں۔

(ملفوظات امیر اہل سنت، 9/248-249)

www.dawateislami.net

سوال: میڈیکل کے طَلَبہ کو پریکٹیکل کے لئے بہت سارے مَریضوں کا علاج بغیر کسی تنخواہ کے کرنا پڑتا ہے، کیا وہ اس میں اچھی نیتیں کر سکتے ہیں؟

جواب: جو پریکٹیکل کے لئے بغیر تنخواہ کے علاج کر رہے ہوتے ہیں ان کو چاہیے مَریض کو دوا کے پیسے بھی دیں، ظاہر ہے یہ اپنے مطلب کے لئے ہی کر رہے ہوتے ہیں، مَریضوں کی خدمت مقصود نہیں ہوتی بلکہ ڈِگری مقصود ہوتی ہے کہ بس یہ ہاتھ میں آجائے۔ بہر حال اگر کوئی خوفِ خُدا والا ہے، اچھی اچھی نیتیں کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایسی رِعایتیں بھی کرتا ہے جو عام طور پر نہیں کی جاتیں تو اچھی نیت کا ثواب ملے گا بشرطیکہ وہ نیت کا کوئی موقع محل بھی ہو اور کوئی شرعی خرابی نہ ہو، ورنہ ان کاموں میں شرعی خرابیاں بہت ہوتی ہیں۔(ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت،4/386-387)

سوال: قرآنِ پاک پڑھنے والا بچہ اگر چُھٹی کرے، اپنی پڑھائی پر توجّہ دینے کے بجائے لاپَرواہی بَرتے تو اِس صورت میں قاری صاحب کو اس کے ساتھ کیسا اَنداز اِختیار کرنا چاہیے؟ کیا وہ اسے مار پیٹ سکتے ہیں؟

جواب: شریعت کے دائرے میں ہی رہنا ہوگا۔ ہمارے مَدارسُ المدینہ میں مارنا تو بہت دور کی بات ہے ہاتھ تک لگانا منع ہے اور ڈنڈی رکھنے کی تو بالکل اِجازت ہی نہیں ہے۔ قاری صاحبان کو چاہیے وہ ان بچوں کو شفقت اور پیار سے پڑھائیں ضَرورتاً ڈانٹا جائے اور اس میں چیخ و پکار اور گھٹیا اَلفاظ اِستعمال نہ کیے جائیں بلکہ حکمتِ عملی کے ساتھ ڈرایا جائے۔

بچوں کو سزا دینے کا طریقہ

ہمارے یہاں مَدارِسُ المدینہ میں پہلے یہ ترکیب تھی کہ طالبِ عِلم کو ہاتھ اونچے کروا کر کھڑا کر دیا جاتا، تھوڑی ہی دیر میں اس کو پتا لگ جاتا تھا۔ یہ سزا بھی زیادہ دیر تک نہیں دینی

چاہیے کہ بچوں کے ہاتھ میں ہی دَرد ہو جائے بلکہ مُناسب وقت تک ہو جیسے ہاتھ اُٹھوا کر کہا جائے کہ 111 تک گنتی گنو۔ یوں نہ مار پٹائی ہوئی اور نہ کوئی نقصان۔ مار پٹائی سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ ہو سکتا ہے بچہ مزید ڈھیٹ اور اپنے قاری صاحب ہی سے بدظن ہو جائے۔ جو والدین بھی بچوں کو مارتے ہیں ان کے بچے ڈِھیٹ ہو جاتے ہیں۔ اسکول ٹیچروں کے ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ کسی ٹیچر نے طالبِ علم کو مارا پیٹا تو اس طالبِ عِلم نے اِنتِقام لینے کے لئے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر اس ٹیچر کی ٹُھکائی لگادی۔ اب بھی شاید اِس طرح کے واقعات ہوتے ہوں گے بلکہ ہو سکتا ہے پہلے سے زیادہ ہو گئے ہوں کیونکہ الیکٹرونک میڈیا پر مارنے کے طریقے بھی سکھائے جاتے ہوں گے۔

مار پیٹ کی دُنیا بھر میں بدنامی ہے، اگر کوئی مسلمان یا عالِمِ دِین بلکہ کوئی داڑھی والا بھی مار پٹائی کرے گا تو مذہبی طبقے کی بدنامی ہوگی اور اب تو سوشل میڈیا کا دور ہے لوگ سوشل میڈیا پر اس طرح کی باتیں پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر غیر مسلم بھی اِس کا غَلَط تأثُّر دیتے ہیں کہ اِسلام میں مار دھاڑ ہے حالانکہ اِسلام میں تو چیونٹی پر بھی ظلم کا تَصَوُّر نہیں ہے۔ (ابن ماجہ، 3/578، حدیث: 3223 ماخوذاً) اِس کے باوجود اگر کوئی مسلمان مار دھاڑ کرتا ہے تو یہ اس کا Personal Matter (یعنی ذاتی مسئلہ) ہے۔ اِسلام نے اِس کو مار دھاڑ کی اِجازت نہیں دی لٰہذا جو بھی اِس اَنداز سے مار دھاڑ کرتا ہے وہ غَلَط ہے۔ اِسلام میں نرمی، پیار اور حُسنِ اَخلاق کا دَرس دیا جاتا ہے، اللہ کرے یہ سب کو نصیب ہو جائے۔ کسی کے بچے کو مارتے وقت اپنا بچہ یاد آنا چاہیے کہ میرے بچے کو کوئی مارے تو میں برداشت کرسکوں گا؟ یہ بھی تو کسی کا بچہ ہے میں اس کو ماروں گا تو کیا اس کے ماں باپ اس کو دیکھ سکیں گے؟ (ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1/473-475)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ❀❀❀ صَلَّی اللّٰہُ علٰی مُحَمَّد

www.dawateislami.net

اگلے ہفتے کا رسالہ

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net